بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت خان نے یہ ناول (نمازِ قلب) صرف اور صرف نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاہے۔اس ناول (نمازِ قلب)کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine)کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ:نیوایرا میگزین

ہم ہمیشہ انسانوں کو ایک کاملیت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں-یہ بھول ہی جاتے ہیں کہ انسان خطا کا پتلا ہے, اور غلطی کرنا اسکی فطرت میں شامل ہے- کبھی کبھی وہ غلطی اتنی بڑی ہوتی ہے کہ ہم ساری زندگی اس غلطی پر پچھتاتے اور نادم ہوتے رہ جاتے ہیں-اور ایسی غلطیاں ہم سب کرتے ہیں-اور غلطی کا احساس ہونے پر اسکی تلافی کی راہ میں جتنی مشکلات پیش آتی ہیں, انہیں ساری زندگی پار کرتے رہتے ہیں- مگر جو اللہ سے توبہ کرتے ہیں اور معافی مانگتے ہیں تو اللہ نہایت مہربان, بخشنے والا ہے-اللہ دوسرا موقع دے دیتا ہے, ہم انسان نہیں دیتے-

آیئے پڑھتے ہیں ایک ایسی ہی کہانی, جو ہمیں یاد دلائے کہ ہم انسان ہیں, خطا کے پتلے......

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

یہ منظر ہے اسلام آباد میں موجود ایک بزنیس کمپنی "سیال انڈسٹریز" کا-

اس کمپنی کے ایک کمرے کے باہر

"CEO's office"

کا بورڈ ٹنگا ہے-

کمرے کے اندر جائیں تو کمرے کے بائیں جانب دیوار کی جگہ شیشہ لگا ہے-اور دائیں جانب ایک دروازہ ہے- جبکہ دروازے کی بائیں جانب والی دیوار کے آگے ایک وسیع ٹیبل پڑا ہے-

اور ایک ریوالونگ چیئر ٹیبل کے پیچھے پڑی ہے-اور ٹیبل کے آگے دو مزید کرسیاں پڑی ہیں-
اور دروازے کے دائیں جانب والی دیوار پہ ایک 36 انچ کی ایل ای ڈی لٹکائی گئی ہے-

اچانک سے آفس کا دروازہ کھلتا ہے اور چھ فٹ سے نکلتے قد کے اوپر سفیر رنگ کی شرٹ کے ساتھ بلیک پینٹ پہنے، صاف رنگت کا مالک، ایک 28 سالہ لڑکا داخل ہوتا ہے-

اور آکر باس کی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے-
اپنی بائیں کلائی پر بلیک رسٹ واچ پر ٹائم دیکھتے وہ ٹیبل پر جھک کر اس پر پڑی فائلز کا جائزہ لینے لگتا ہے-

اور پھر اکتاتے ہوئے اپنی کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لیتا ہے- دروازے پر دستک ہوتی ہے-
"کم ان" گھمبیر آواز کمرے کی دیواروں سے ٹکراتی ہے-
اجازت ملنے پر ایک 25 سالہ شخص کمرے میں داخل ہوتا ہے-

"آیئے آیئے صدیقی صاحب! میں آپکا ہی انتظار کر رہا تھا-زرا بتانا گوارہ کریں گے کہ یہ سب کیا بکواس ہے" کرسی کی پشت سے اپنا وزن ہٹاتے ہوئے ایک فائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ درشتی سے بولا تھا-

"سر آپ نے ہی کہا تھا کہ...جو مجھے بہتر لگے وہ کروں" خضر صریقی ہچکچاتے ہوئے بولا-

"جی بلکل! میں نے ہی کہا تھا کہ جو بہتر لگے وہ کریں-مگر مجھے علم نہیں تھا کہ آپکو وہ بہتر لگے گا جو کمپنی کے لیے بہتر نہیں ہو گا-"

ماتھے پہ شکنیں لیے وہ شخص خضر کو گھور رہا تھا-خضر نے اپنا سر ندامت سے جھکا لیا-

کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی-خضر نے ایک نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا جو متواتر اسے ہی کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا-خضر نے اپنا سر واپس جھکا لیا-

"س..سوری سر" خضر کا سر اب بھی جھکا ہوا تھا-

"ہہہ....سوری مائی فٹ!" سامنے بیٹھے شخص نے فائل اٹھا کر زور سے میز پہ پٹکتے ہوئے کہا-

اور اپنی گردن پیچھے کو گراتے ہوئے چھت کو گھورنے لگا-

یہ ایک اشارہ تھا- خضر نے جھجھکتے ہوئے وہ فائل اٹھائی اور خاموشی سے کمرے کا دروازہ کھول کے باہر چلا گیا- کیونکہ اسی میں اس کی عافیت تھی- پورا اسٹاف ھاد سیال کے غصے سے واقف تھا-

غصے میں ھاد سیال سے بحث کرنا مطلب اپنے ہی پیروں پہ کلہاڑی مارنے کے مترادف تھا- اس بپھرے ہوئے شیر کے منہ میں ہاتھ مارنے کی ہمت کوئی نہیں رکھتا تھا-

☆☆☆☆☆

یہ منظر ہے اسلام آباد میں قائم ایک بڑے بنگلے کا، جسے سیال ویلا کے نام سے پکارا جاتا ہے-

"اے ہے کلیم! تو نے ابھی تک پھولوں کی تراش خراش نہیں کی- ابھی اگر ھاد صاحب آ گئے نا تو تجھے تیری نانی یاد دلا دیں گے"

ایک اکیس سالہ لڑکی، جو کہ ملازمہ ہے اور اسکا نام شمائلہ ہے اپنے سے 20 سال بڑے کلیم سے مخاطب ہوتی ہے جو کہ باغ میں پڑی کرسیوں پر بڑے آرام سے بیٹھا ہوتا ہے-

New Era Magazine

"ارے کردونگا ابھی بہت وقت ہے اور یہ تو کلیم کسے کہہ رہی ہے، تیرے باپ کی عمر کا ہوں ذرا تمیز سے بات کیا کر!" کلیم نے خفگی سے کہا۔

"بھئی مجھے کیا پتا باپ کو کیسے بلاتے ہیں، باپ کو تو میں نے دیکھا ہی نہیں۔ آنکھ کھلی تو یتیم خانے میں تھی پھر کچھ سال پہلے ہی حماد صاحب مجھے یہاں لے آئے۔ ارے میں کیا جانوں کہ تو جو میرے باپ کی عمر کا ہے، تجھے کیسے بلانا ہے۔" شمائلہ نے قدرے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"ویسے کڑیے! تجھے خیال نہیں آتا کہ تیرا باپ اب کیسے حال میں ہوگا، تیرا دل نہیں چاہتا کہ تو اس سے ملے" کلیم اپنی کرسی سے اٹھتا ہوا ہاتھ میں ایک قسم کا اوزار لیے ایک پودے کی طرف بڑھا۔

"ہونہہ!.. ارے میرا کیسے دل چاہے گا کہ میں اس شخص سے ملوں جو مجھے پیدا کرتے ہی کسی سڑک پر چھوڑ کر چلا گیا، میں تو کہتی ہوں جہنم میں جائے کلموہا کہیں کا!" شمائلہ کی بات پر کلیم نے گردن موڑ کر اسکی طرف تاسف سے دیکھا۔ جو اپنے ڈوپٹے کے پلو کے ساتھ اٹھکلیاں کر رہی تھی۔

اسی اثنا میں بنگلے کا دروازہ کھلتا ہے اور ایک کالے رنگ کی بی۔ایم۔ڈبلیو پورچ میں آکر کھڑی ہوتی ہے۔

New Era Magazine

"لو آ گئے ھاد صاحب!" شمائلہ کار کی جانب دیکھتے ہوئے بولی-

کار کا دروازہ کھلا اور ھاد سیال لمبے ڈگ بڑھتا اندر کی طرف آنے لگا-

"سلام صاحب!" کلیم اور شمائلہ دونوں ایک ساتھ بولے-ھاد ان کی آواز سن کر رکا اور اپنا رخ انکی جانب کیا-

"وعلیکم اسلام" اپنے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرتے ہوئے وہ باغ میں داخل ہوا اور ایک ایک پودے کا جائزہ لینے لگا-

شمائلہ نے اپنی ہنسی دباتے ہوئے کلیم کو دیکھا جس کے چہرے پر سائے لہرا رہے تھے-

ھاد اب کلیم کے پاس کھڑا اسے پودے کو تراشتے دیکھ رہا تھا-

"جب میں نے آپ سے یہ سب کرنے کو کہا تھا تو میرا خیال تھا کہ آپ اس وقت تک ان سب کو تراش چکے ہونگے مگر اب اندازہ ہو رہا ہے کہ میرا خیال محض خیال ہی تھا-" لہجہ بلکل پر سکون تھا-

"وہ صاحب جی...وہ...یہ جو شمائلہ ہے نا یہ مجھے باتوں میں لگا دیتی ہے اب بھی مجھے اپنی کہانی بتا رہی تھی کہ کیسے اس کے باپ نے اسے چھوڑ دیا،اب آپ ہی بتائیں کہ اگر میں نا سنتا تو وہ منہ بنا لیتی-" کلیم نے سارا ملبہ اس کے سر پہ تھوپ دیا-

New Era Magazine

شمائلہ نے کھا جانے والی نظروں سے کلیم کو دیکھا-

ھادنے ایک نظر شمائلہ کو دیکھا اور پھر اپنا رخ اندر کی جانب کر لیا-شمائلہ اس کے پیچھے لپکی-

"صاحب جی! کھانا لگائوں"

"نہیں!"ھادنے لمبے ڈگ بڑھتے ہوئے جواب دیا-

"پانی..."

"نہیں!"چلتے چلتے ھادنے جواب دیا اور تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا اوپر کی منزل پر چلا گیا-

اور پیچھے شمائلہ کندھے اچکاتے ہوئے واپس باغ میں چل دی-

اوپری منزل پر چار کمرے واقع ہیں-ھادسیال لمبے قدم اٹھاتا ایک کمرے کے دروازے کا نوب گھماتا ہے-

دروازے کے کھلتے ہی ھادسیال کمرے میں داخل ہو کر دروازہ پیچھے کو دھکیلتا ہے اور ایک مخصوص آواز کے ساتھ دروازہ بند ہو جاتا ہے-کمرا کافی وسیع ہے-

New Era Magazine

کمرے کے دائیں جانب قد آور دیوار کے پیمانے جتنا شیشہ لگا ہے جہاں سے باغ دکھائی دیتا ہے-
بائیں جانب ایک دروازہ ہے جو کہ ڈریسنگ روم میں کھلتا ہے-ھادسیال ڈریسنگ روم میں داخل
ہو جاتاہے اور تقریبان 15 منٹ بعد وہ واپس بیڈ روم میں آتا ہے-

بلیک ٹرائوزر کے اوپر بلیک ہی ٹی شرٹ پہنے وہ بیڈ پہ نیم دراز ہو جاتا ہے-کمرے میں نیم اندھیرا
ہوتا ہے-سامنے دیوار پہ لگی وال کلاک کی سوئیوں کو دیکھتے وہ نیند کی وادی میں چلا جاتا ہے-
"یہ...یہ تم کیا کر رہے ہو ھاد!"
ھادسیال سوتے ہوئے اپنے سر کو جنبش دیتا ہے-

"پلیز ایسامت کرو,پلیز مجھے جانے دو"
آنکھوں پر زور دیتا وہ اپنے بازووں کو حرکت دیتا ہے-
"ھاد پلیز مجھ پہ رحم کرو,میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں پلیز!خدا کا واسطہ ہے جانے دو
مجھے"
زنانہ آواز اسکی سماعتوں سے ٹکراتی ہے-اسکا وجود پسینے سے تر ہو جاتا ہے-
"تم ایسا نہیں کر سکتے,پلیز مجھ پہ رحم کرو"
ھاد ایک دم سے پوری آنکھیں کھول دیتا ہے-

New Era Magazine

کمرے میں نیم تاریکی ہوتی ہے-اے سی کی ٹھنڈک میں بھی اسے پسینے آتے ہیں-وہ کہنی کے بل اٹھتے ہوئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاتا ہے-اسے اپنا دل تیزی سے دھڑکتا محسوس ہوتا ہے-حلق میں کانٹے اگے محسوس ہوتے ہیں-

وہ اپنا ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر پرے جگ سے گلاس میں پانی انڈھیلتا ہے اور ایک ہی سانس میں پورا گلاس خالی کر دیتا ہے-اے-سی کی سپیڈ بڑھاتے اسکی نظر وال کلاک پر جاتی ہے-گھڑی رات کے 11 بجا رہی ہوتی ہے-کافی دیر ادھر ادھر دیکھنے کے بعد وہ بیڈ سے اٹھتا ہے اور کمرے میں موجود صوفے پر اپنا لیپ ٹاپ لیے بیٹھ جاتا ہے-کچھ ہی دیر میں حادسیال پوری طرح لیپ ٹاپ پہ کام کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے-

☆☆☆☆☆

دن کے 11 بج رہے تھے-حادسیال ایک کمرے میں میٹنگ جاری رکھے ہوئے تھا-

"میں چاہتا ہوں کہ ہماری کمپنی ایک موومنٹ شروع کرے، جس میں ہم معاشرے کی مختلف برائیوں پر آواز اٹھائیں-عام طور پر پاکستان میں بہت سے لوگ اپنے حقوق سے محروم رہ جاتے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ہم لوگ اپنے حقوق سے ہی آگاہ نہیں ہیں-

ایک ایسی تحریک متعارف کروائی جائے جس کے ذریعے لوگوں کو اپنے حقوق کے بارے میں آگاہی ملے-"ھاد صدارتی کرسی پر بیٹھا بول رہا تھا-

"مگر سر! معاشرے میں تو بہت سی برائیاں ہیں-ہم کون کون سی برائی ختم کریں گے-اور سب سے اہم سوال! ہم کونسی برائی سے شروعات کریں گے-"

ثمن نے سوال اٹھایا-

"exactly"!

ھاد نے چٹکی بجائی-

"اب یہ آپ لوگ suggest کریں کہ شروعات کہاں سے کی جائے-"ھاد نے ان سے رائے مانگی-

"سر آئی تھنک کہ گھریلو تشدد پر کام کرنا چاہیے-خواتین پر بہت ظلم ہوتا ہے- کبھی ساس کی صلواتیں سننی پڑتی ہیں وہ بھی اس لیے کہ روٹی گول نہیں-تو کبھی شوہر مار پیٹ کرتا ہے کہ بیٹی ہی کیوں ہوئی-جو کہ سرا سر غلط ہے-اور اسی لیے کئی عورتوں کو طلاق ہو جاتی ہے-"صبا نے اپنی بات مکمل کی-

"اوہ ایکسکیوز می مس صبا! مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ تم عورتیں خود کو اتنا مظلوم کیوں دکھاتی ہو-مطلب سارے ظلم تو ہم مرد ہی کرتے ہیں نا! تم عورتیں تو ستی ساوتریاں ہو-"

یاسر صبا کی بات پر تنک کر بولا تھا-

"Language please"!

ھادنے یاسر کو ٹوکا تھا-

"مسٹر یاسر! آپ اتنے خفا کیوں ہو رہے ہیں- میں کونسا سپیسیفیکلی آپکے بارے میں بات کر رہی ہوں- میں تو وہ بتا رہی ہوں جو سروے ثابت کر چکا ہے مگر مجھے لگتا ہے کہ آپ نے کچھ زیادہ ہی دل پر لے لیا ہے-اوہ ہاں یاد آیا آپ بھی تو شادی شدہ ہیں"

صبا معنی خیزی سے بولتے ہوئے مسکرائی تو ھادنے آنکھیں سکیڑتے ہوئے ان دونوں کو دیکھا-

"دیکھیں سر اب یہ ذاتیات پر اتر آئی ہیں-"

یاسر نے ھاد کی طرف دیکھتے ہوئے شکوہ کیا تھا-

"نہیں سر میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا، آپ کے سامنے ہی ہم بات کر رہے تھے-"

صبا معصومیت سے بولی- ثمن کے علاوہ باقی سٹاف بھی اپنی ہنسی دبانے کو کوشش میں مصروف ہو گیا-

"I think it's enough for today!

ہم کل پھر سے اس موضوع پر بات کریں گے-امید کرتا ہوں کہ کل آپ لوگ یہ تماشا create نہیں کریں گے-"

ھاد صبا اور یاسر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا کوٹ اپنے بائیں بازو پر ٹانگے باہر نکل گیا-

یاسر نے کھا جانے والی نظروں سے صبا کو دیکھا جس کے چہرے پر تپا دینے والی مسکراہٹ تھی-

باقی سٹاف اب اپنے ڈاکومنٹس اکٹھا کر رہا تھا-

☆☆☆☆☆

یہ منظر ہے اسلام آباد میں موجود یونیورسٹی نسٹ (NUST) کا- آڈیٹوریم طلباء وطالبات سے کھچا کھچ بھرا پڑا ہے- سب کی نظریں سٹیج پر ہاتھ میں مائک تھامے کھڑی 27 سالہ لڑکی پر منجمند تھیں-

"زنا کیا ہے، اس سوال کے جواب سے ہم سب لوگ بہت اچھے طریقے سے واقف ہیں- کم از کم اس آڈیٹوریم میں بیٹھا ہر ایک لڑکا اور ہر ایک لڑکی زنا کے بارے میں معلومات رکھتی ہے یا رکھتا ہے- مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کون لوگ ہیں جو اس بارے میں بات کرنے سے گھبراتے ہیں- کیوں ہم لوگ اس پہلو کو اندھیرے میں رکھنا چاہتے ہیں- ہم بات تو کرتے ہیں کہ ہم ایک پڑھی لکھی نسل سے تعلق رکھتے ہیں مگر ہم عملی طور پر اسکا مظاہرہ نہیں کرتے- کیوں ہم لوگ اس ٹوپک پر یا اس جیسے کئی ٹوپکس پر بات کرنے سے ہچکچاتے ہیں-"

وہ لڑکی اتنا کہہ کر چپ ہو گئی- اور سوالیہ نظروں سے آڈینس کو دیکھنے لگی-

"میم کیونکہ ہم لوگ شرماتے ہیں" ایک لڑکی نے جواب دیا-

"کس بات کی شرم! کیوں شرماتے ہیں ہم لوگ"

اس لڑکی نے پھر سے سوالیہ نگاہ ہال میں دوڑائی-

"میم کیونکہ کچھ موضوعات ایسے ہیں جن پر ہم کبھی بھی کھل کر بات نہیں کر سکتے- اور زنا کے بارے میں بولتے ہوئے ہی ہچکچاہٹ ہوتی ہے-" ایک لڑکے نے اپنا نظریہ پیش کیا-

"کرتے ہوئے ہچکچاہٹ نہیں ہوتی!..."

ہال میں کچھ پل کے لیے خاموشی چھاگئی-

"شرم و ہچکچاہٹ ایک بہت اچھی چیز ہے-اور بری بھی!....اگر شرم کے پردے میں رہ کر حیوانیت جوان ہو رہی ہے تو اس پردے کو ویسے ہی کتر دینا چاہیے-اگر آپ خاموش رہیں گے تو پھر یہ سب بہت عام ہو جائے گا- ہم سود لیتے ہوئے بلکل نہیں شرماتے لیکن زنا پر بات کرتے ہوئے شرماتے ہیں- ہم کسی کی امانت میں خیانت کرتے ہوئے نہیں شرماتے مگر جنسی ہراسمنٹ پر بات کرتے ہوئے شرماتے ہیں- یہ اس معاشرے کا المیہ نہیں ہے تو اور کیا ہے-"

وہ لڑکی سانس لینے کے لیے رکی-

"چلیے اب اس کی وجوہات پر بھی بات کر لیتے ہیں- زنا کس لیے کیا جاتا ہے!"

وہ لڑکی آڈینس کی طرف سے جواب کا انتظار کرنے لگی-

"میم! زنا کی بنیادی وجہ lust ہے-"

ایک لڑکی نے جواب دیا-

"جی بلکل! lust یعنی ہوس- ہوس ایک ایسی بیماری ہے جو موجودہ دور کے ہر انسان میں پائی جاتی ہے- ہوس صرف زنا ہی نہیں بلکہ باقی بہت سی برائیوں کی جڑ ہے- دولت کی ہوس، عزت کی ہوس، حاکمیت کی ہوس.... خیر! ہم اپنا فوکس زنا پر ہی رکھتے ہیں-"

تمام طلباء و طالبات اسکی جانب متوجہ تھے-

"جی توزنا کی سب سے بڑی وجہ ہوس ہے-والدین جب اپنے بچوں کی تربیت کرتے ہیں تو انہیں تعلیم توفراہم کروادیتے ہیں مگر وہ تعلیم جوان کے بچے کوانسان بناتی ہے،اس سے محروم رکھتے ہیں-انہیں یہ سکھایاہی نہیں جاتاکہ لڑکیوں کو صرف عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے-ان سے اگر محبت ہو بھی جائے یاآپ اس کی طرف اٹریکٹ ہو بھی جائیں تو جو جائزاور شرعی طریقہ ہے وہ اختیار کریں-ان سے نکاح کے ذریعے رجوع کریں-

در حقیقت ان سب کی شروعات کچھ یوں ہوتی ہے کہ لڑکا لڑکی کو بڑی مکاری سے اپنے پیار کے جال میں پھنساتا ہے-اسے عزت دیتا ہے، محبت دیتا ہے اور جب لڑکی پوری طرح مر مٹتی ہے تو اسے بڑی آسانی سے بے آبرو کر دیتا ہے-"

وہ بول رہی تھی-اور لوگ اسے سن رہے تھے-

"زنا بھی دو طرح سے ہوتا ہے-ایک: جس میں لڑکی کی پوری رضامندی شامل ہوتی ہے-کیونکہ اکثر خواتین میں بھی جنسی ہوس کی بیماری پائی جاتی ہے-دو: زنا بالجبر-لڑکا لڑکی کے ساتھ زبردستی کرتا ہے-

اس کیس میں ہو سکتا ہے کہ لڑکی نے اسے موقع دیا ہو-میرا مطلب کہ اس نے لڑکے پر اعتبار کیا ہو اور پھر وہ لڑکا اسی اعتبار کی دھجیاں اڑا دے-"

لڑکوں کی سرگوشیاں ہال میں گونجی تھی-

"میں یہ نہیں کہہ رہی کہ سارا قصور مرد کا ہی ہوتا ہے- مگر ان کیسز میں نوے فیصد کیس ایسے ہوتے ہیں جن میں سارا قصور مردوں کا ہی ہوتا ہے- لیکن میں اب بھی پر امید ہوں کہ مستقبل میں آپ لوگ اس بات کو غلط ثابت کر دیں گے-"

ان لڑکوں کی سرگوشیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس لڑکی نے کہا-

"بٹ میم! لڑکیوں کا بھی تو قصور ہوتا ہے ناوہ مرد کو موقع ہی کیوں دیتی ہیں-"

ایک لڑکے نے اسے جتانے والے انداز میں کہا تھا-

"بلکل! عورت کا بھی قصور ہوتا ہے- اور ان کا قصور یہ ہوتا ہے کہ وہ مرد کی باتوں پر بڑی جلدی بھروسہ کر لیتی ہیں- انہیں لگتا ہے کہ سامنے بیٹھا مرد ان کے لیے اپنی جان بھی قربان کر دے گا-"

لڑکی نے لمبی سانس خارج کی-

"میری آپ سب لڑکیوں سے ایک گزارش ہے کہ براہ مہربانی اگر کوئی آپکو چاند توڑ کے لانے کے دعوے کر رہا ہے تو براہ مہربانی اس پر یقین نا کریں- اس دنیا میں صرف انسان ہی نہیں بستے، بلکہ انسانوں کی کھال میں چھپے درندے بھی رہتے ہیں- اگر کوئی آپ سے محبت کا دعوی کر رہا ہے تو براہ مہربانی اسے رشتہ بھیجنے کا کہیں- اور میں آپ سے ہاتھ جوڑ کے کہتی ہوں کہ پلیز کبھی بھی تنہائی میں کسی نا محرم سے نا ملیں- کیونکہ جب ایک لڑکا اور لڑکی اکیلے ہوتے ہیں تو ان کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے-" وہ لڑکی ایک لمحے کے لیے چپ ہوئی-

"پاکستان میں زنا بالجبر کے موجودہ قانون میں اس جرم پر عمر قید یا سزائے موت ہو سکتی ہے-
دفعہ 367 کے تحت زنا کو بڑا جرم قرار دیا گیا-اور اسکی دو طرح کی سزا تجویز دی گئی ہے-
قانون کے مطابق زیادتی کا ارتکاب کرنے والے کو سزائے موت یا کم سے کم دس سال اور
زیادہ سے زیادہ پچیس سال قید کی سزا دی جا سکتی ہے- سزا کی میعاد کا تعین کیس کی نوعیت پر ہوتا
ہے-اور مجرم پر بھاری جرمانہ بھی عائد کیا جاتا ہے-اجتماعی زیادتی کی صورت میں ملوث تمام تر
افراد کو سزائے موت یا عمر قید کی سزا دی جا سکتی ہے-اور یہ سب سزائیں آپکی زندگی برباد کرنے
کے لیے کافی ہیں-اور آخرت کی سزا کا تو معاملہ ہی اور ہے-"اس لڑکی نے مسکراتے ہوئے
کہا-

"خیر! اب ہمارے پاس وقت بہت کم ہے-"

وہ لڑکی اپنی کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھتے ہوئے بولی-

"امید ہے کہ ان سب باتوں کا آپ پر تھوڑا بہت تو اثر ہوا ہی ہو گا-اور مجھے یقین ہے کہ ہماری
آنے والی نسلیں ان برائیوں سے بچی رہیں گی کیونکہ آپ، ان کے والدین، ان کی بہت اچھی
تربیت کریں گے اور خود بھی ان برائیوں سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے-اللہ حافظ"

ہال تالیوں سے گونج اٹھا تھا-

وہ لڑکی آڈیٹوریم کے بیک ڈور سے تیزی سے قدم اٹھاتی باہر نکل گئی-اسکی ٹیم بھی اسکے پیچھے
قدم سے قدم ملاتی اسکے ساتھ ہو لی-

"بہت ہی اعلی! عمدہ، بہترین"ڈاکٹر سبطین اسکے پاس آ کر بولے-

"آپکی شاگرد ہوں، اب بھی اعلی، عمدہ اور بہترین نہیں بولو نگی کیا" اس لڑکی نے عاجزی سے انہیں جواب دیا۔

"لیکن بیٹا ایک چیز آپ نے مس کر دی آپ نے اس نقطے پر بات کیوں نہیں کی کہ جو لڑکیاں ان سب کا شکار ہوتی ہیں، وہ ان لوگوں پر کوئی قانونی کیس وغیرہ نہیں کرتی۔ انہیں ان کو ان کے انجام تک پہنچانے کے لیے قانون سے مدد ضرور لینی چاہیے۔" ڈاکٹر سبطین نے سوالیہ نگاہ اس پر ڈالی۔ اس لڑکی نے اپنے قدم روکے اور مسکراتے ہوئے ڈاکٹر سبطین کی طرف دیکھا۔

"اسکی وجہ بھی آپ جانتے ہیں۔" ڈاکٹر سبطین نے اسکے چہرے کو دیکھا اور کسی سوچ میں غرق ہو گئے۔

اس لڑکی نے ڈرائیور کو اشارہ کیا اور پھر اپنی ٹیم سے کچھ کہتی ہوئی وہ کار میں آ کر بیٹھ گئی۔ ڈاکٹر سبطین اور ٹیم آگے کو چل دی۔

☆☆☆☆☆

آج چھٹی کا دن تھا اور دن کے بارہ بج رہے تھے۔ حاد نیچے ڈائیننگ ٹیبل پہ بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔ اچانک سے کچن سے برتن ٹوٹنے کی آواز آئی۔ حاد نے چونک کے کچن کی جانب دیکھا۔

"شمائلہ سب ٹھیک ہے۔" اسنے بلند آواز میں پوچھا۔ مگر اندر سے کوئی جواب نا آیا۔

ھاد خود ہی اٹھ کر اندر کی جانب گیا تو شمائلہ زمین پر بیٹھی تھی-اسکے قریب ہی شیشے کی پلیٹ ٹوٹی پڑی تھی اور اسکے پیروں سے خون رس رہا تھا-

"شمائلہ" ھاد اسکی طرف بڑھا اسکے قریب جا کر وہ گھٹنوں کے بل زمین پر سنبھل کے بیٹھا-

شمائلہ ہنوز اپنا سر نیچے جھکائے سسک رہی تھی-

"یار!" ادھر ادھر سر ہلاتے ھاد نے کلیم کو ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر آخر کار وہ خود ہی اٹھا اور بھاگتا ہوا ایک کمرے میں گیا عجلت میں جب وہ کچن میں واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں ایک فرسٹ ایڈ کٹ تھی-اسنے جوتوں کی مدد سے کانچ کے ٹکڑوں کو ممکنہ طور پر پیچھے دھکیلا اور خود شمائلہ کے قریب بیٹھ گیا-وہ اب اسکا پاؤں پکڑے اسکا زخم صاف کر رہا تھا-

"تم احتیاط سے کام نہیں کر سکتی! دھیان کہاں ہوتا ہے تمہارا ہاں" اپنا غصہ ممکنہ حد تک ضبط کرتے ہوئے وہ بولا-

"وہ... وہ صاحب جی میں نے بہت برا خواب دیکھا-وہ خواب میرے دماغ میں گھوم رہا ہے-مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے-" ھاد نے شمائلہ کا چہرہ غور سے دیکھا-جہاں خوف کے سائے لہرا رہے تھے-

"کیسا خواب!" ھاد اپنا کام جاری رکھتے ہوئے بولا-

"وہ میں نے دیکھا کہ میرا امیر ابا پ واپس آگیا ہے وہ آپ کے ہاں سے مجھے لے گیا اور اس نے مجھے وہاں اپنے کسی جواری دوست کو بیچ دیا-" ھاد نے افسوس سے شمائلہ کی طرف دیکھا-

"وہ صرف ایک خواب تھا تم یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گی، سمجھی تم" ھادنے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا-

"صاحب جی! آپ وعدہ کریں-وعدہ کریں کہ اگر ایسا کبھی کچھ ہوا تو آپ مجھے بچائیں گے-"

شمائلہ ہزیانی کیفیت میں بول رہی تھی-ھادنے شمائلہ کی طرف دیکھا-

"پلیز ایسا مت کرو، پلیز مجھے جانے دو"

ھادنے سسکتی ہوئی شمائلہ کو دیکھا اور اپنی نظریں اسکے پاؤں پر گھاڑ دیں-

"ھاد پلیز مجھ پہ رحم کرو,میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں پلیز! خدا کا واسطہ ہے جانے دو مجھے" ھادنے اپنی آنکھیں سختی سے مینچیں-

"رکو میں کلیم کو بلا کر لاتا ہوں" ھاد یہ کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا-

کچھ دیر بعد کلیم ھاد کے ساتھ کچن میں داخل ہوا-کلیم اسکے دوسرے پاؤں پر پٹی کر رہا تھا-ھاد بغور ساری کاروائی دیکھ رہا تھا-

☆☆☆☆☆

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی جب اسے ایک ملازمہ نے آکے پیغام دیا-

"میڈم جی وہ آپسے ایک عورت ملنے آئی ہیں-کہہ رہی ہیں ڈاکٹر سبطین نے بھیجا ہے-"

"اچھا تم انہیں لیو نگ روم میں بٹھائو، میں آتی ہوں-" ملازمہ جی کہہ کر چلی گئی-وہ اٹھی اور سٹڈی ٹیبل پر پڑے اپنے موبائل کو اٹھایا اور ڈاکٹر سبطین کا نمبر ملایا-

"ہاں بیٹا سب خیریت!" ڈاکٹر سبطین نے پوچھا-

"آپ نے ایک عورت کو میرے ہاں بھیجا ہے" سوال پوچھا-

"ہاں... مجھ سے ان کی ایک سرسری سی ملاقات ہوئی تھی-اجتماعی زیادتی کا شکار ہوئی تھیں- سوچا تم ان کی مدد کر دو تو حالات بہتر ہو جائیں گے-"

"اپنے حالات تو بہتر کر نہیں سکی, دوسروں کے کیا کرونگی" اسکا لہجہ مزاق اڑانے والا تھا-

"ایشال! میں نے تم سے ایک آس باندھی ہے-اب تم بہتر فیصلہ کر سکتی ہو کہ تمہیں امیدوں کی ڈور کو تھامے رکھنا ہے یا توڑ دینا ہے-" دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا-

وہ سر جھٹکتی کمرے سے باہر چلی گئی-

لیو نگ روم میں ایک 30 سالہ لڑکی بیٹھی تھی مگر حلیے سے وہ اپنی عمر سے کہیں بڑی لگ رہی تھی-کاندھے پہ ڈوپٹا پھیلائے ایشال کمرے میں داخل ہوئی اور سلام لے کر اسکے بلکل سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی-وہ لڑکی اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی شاید وہ الفاظ ڈھونڈھ رہی تھی-

"ڈاکٹر سبطین نے مجھے مختصر سا بتایا تھا آپکے بارے میں-آپ کو بس اتنا کرنا ہے کہ میں جو سوالات پوچھوں انکا جواب دیدی جیے گا-" ایشال نے بات کی شروعات خود ہی کر دی تھی-

اس لڑکی نے اپنا سر ہاں میں ہلایا-

"تو یہ سب کب پیش آیا-" ایشال بڑے نارمل انداز میں اس سے پوچھ رہی تھی-

"اب سے ایک ماہ پہلے-"اس لڑکی نے سر جھکائے جواب دیا-

"ہمم"ایشال نے اپنی کن پٹی پہ اپنی شہادت کی انگلی سے خارش کی-

"لبنہ!"ایشال نے کافی دیر خاموش رہنے کے بعد ملازمہ کو آواز دی-

لبنہ کمرے میں آئی تو ایشال نے آنکھوں سے اشارہ کیا اشارہ پاتے ہی وہ سر ہاں میں ہلاتی چلی گئی-

"پلیز ریلیکس ہو جائیں!"ایشال نے اس کی تزبزب سی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا-

"یہ سب کیسے ہوا...مجھے پورا واقعہ تفصیل سے بتائیں-"ایشال نے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا-اس لڑکی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا-

"دیکھیں اس وقت اس گھر میں میرے اور آپکے علاوہ ایک ملازمہ ہے-اور یقین مانیں ملازمہ کو ہم دونوں کے درمیان ہونے والی باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے-نا ہی یہ باتیں اس تک جا رہی ہیں-یہ باتیں میرے اور آپکے درمیان ہیں-"

نرم لہجے میں کہا گیا-

"میں اس دن اپنی بیٹی کو اپنی ماں کے گھر چھوڑنے گئی تھی-میرے شوہر دفتر گئے تھے اس لیے خود ہی رکشہ کروا کے جانا پڑا-وہاں پر بھائی نے مجھے بٹھا لیا کہ اتنی دیر بعد آئی ہو تھوڑی دیر رک جائو,میں..."

"بس ٹھیک ہے-"ایشال یک دم اسکی بات کاٹتے بولی-اس لڑکی نے حیرانی سے ایشال کو دیکھا-کچھ دیر بعد ایشال کی اس حرکت کی وجہ اسے سمجھ آگئی-ملازمہ کمرے کا دروازہ کھولتے

اندر داخل ہوئی تھی-اور ٹرالی درمیان میں پڑے میز کے پاس روکتے ہوئے اس نے تمام لوازمات میز پر رکھنے شروع کر دیے-ایشال نہیں چاہتی تھی کہ ملازمہ ان کی کوئی بات بھی سنے-اسی لیے ملازمہ کو شیشے سے آتے دیکھ کر اس نے اس عورت کی بات بیچ میں ہی کاٹ دی-

ملازمہ اپنا کام پورا کر کے کمرے سے چلی گئ-

"اب بولیں" ایشال نے کہا-

"میں بھائی کے اصرار پر رک گئ-پھر شام کو جانے لگی تو بھائی نے کہا کہ رات کا کھانا کھا کر جانا، کھانا بھابھی نے دیر سے بنایا تھا-میرے بھائی نے کہا کہ رات بہت ہو گئی ہے تم رات رہو یا پھر اپنے شوہر کو فون کرو کے آ کر لے جائے-میں نے انہیں فون کیا تو انہوں نے کہا کہ میں بہت تھکا ہوا ہوں تم بس خود ہی واپس آ جائو-میرا گھر جانا ضروری تھا میں نے بھائی سے کہا کہ رکشہ کروا دیں مگر بھائی نے مجھے ٹیکسی کروا دی-واپسی پر میں اکیلی تھی-"

ایشال اب آگے جھک کر کپ میں چائے ڈالنے لگی اور ایک کپ اسنے اس لڑکی کے آگے رکھ دیا-

"اچانک اس آدمی نے کسی کو فون کیا اور کہا کہ ہاں میں مال لا رہا ہوں-تم سب لوگ وہاں پہنچو-مجھے خوف آنے لگا اندھیرا بھی بہت زیادہ ہو گیا تھا-پھر اس نے گاڑی دوسری سڑک پر موڑلی، میں نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر دروازہ لاکڈ تھا-میں نے چیخنا شروع کر دیا مگر سب بے کار تھا-"

ایشال اس پر نظریں جمائے اسے دیکھ رہی تھی-

"پھر اس نے ایک سنسان سڑک پر گاڑی روکی، اور دو لوگ گاڑی میں آ کر بیٹھ گئے- ڈرائیور نے ایک سنسان اندھی گلی میں کار روک دی- اور پھر ان سب نے....." وہ لڑکی اب سسک رہی تھی، شاید اس میں مزید بولنے کی سکت نہیں رہی تھی-

ایشال اپنی جگہ سے اٹھ کر اس لڑکی کے ساتھ بیٹھ گئی اور اسکا سر اپنے سینے سے لگا کر اسکے کندھے پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگ گئی-

"it's okay ... relax"

شفقت بڑے لہجے میں کہتے ایشال نے اسکا سر تھپکا-

"no it's not okay,

میرے شوہر نے میرا ساتھ نہیں دیا انہوں نے مجھے گھر سے دھکے دے کر نکال دیا، میری بیٹی کو مجھ سے دور کر دیا- میری ماں نے، میرے بھائی نے مجھے.... اپنانے سے انکار کر دیا- میری زندگی تباہ ہو گئی-" وہ لڑکی ایشال سے الگ ہوتے ہوئے رونے لگ گئی- ایشال مبہوت سی اسکے چہرے کو دیکھنے لگی-

"لیکن آپ.... آپ کیسے سمجھیں گی آپ پر کونسی گزری ہے جو آپ میرا درد سمجھیں گی"

اس لڑکی کے لہجے میں شکوہ تھا-

"ہاں میں کیسے سمجھوں گی" پھیکا سا مسکراتے ہوئے ایشال نے اپنا سر جھٹکا-

"آپ اس وقت کہاں رہ رہی ہیں-" ایشال نے تمام باتوں کو ان سنا کر کے پوچھا-

"ڈاکٹر سبطین کے انسٹیٹیوٹ کے ہاسٹل میں" اس لڑکی نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے جواب دیا-

"آپ اگر چاہیں تو یہاں رہ سکتی ہیں-" ایشال نے نہایت دوستانہ انداز میں کہا-

"نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے-" اس لڑکی نے چہرہ موڑے جواب دیا-

"تو آپ کیا چاہتی ہیں-ان لوگوں پر کیس کرنا یا پھر یہ سب بھلا کر آگے بڑھنا-" ایشال چائے سے بھرا کپ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولی-

وہ لڑکی چائے کا کپ پکڑ کے سوچ میں پڑ گئی-ایشال اب اپنے کپ میں چمچ ہلا رہی تھی-

"اگر آپ میری جگہ ہوتی تو کیا کرتی" اس لڑکی کے سوال پر ایشال کے چمچ ہلاتے ہاتھ رک گئے-اس نے چونک کر اس لڑکی کی طرف دیکھا-

"میں آپکی جگہ پر نہیں ہوں-آپ سوچنے کے لیے کچھ وقت لے لیں-اس کے بعد ہم اس موضوع پر پھر سے بات کر لیں گے" ایشال بسکٹ چائے میں ڈبوتی ہوئی بولی-اب کمرے میں مکمل خاموشی تھی-

☆☆☆☆☆

"سر تو ہم سب سے پہلے خواتین پر ہونے والے تشدد پر آواز اٹھائیں گے رائٹ!" ثمن ھاد سے مخاطب ہوئی-

ھاد نے اپنا سر ہاں میں ہلایا-

New Era Magazine

"توہم کہاں سے شروع کریں-" فاطمہ بولی-

"اس ایریا کی ہر ایک گلی سے" ھاد نے بے نیازی سے جواب دیا-

"واٹ" کافی کے سپ لیتی صبا کو اچھو لگا-ھاد نے حیران ہو کر اپنے سر کو خم دیا-

"میرا مطلب ہر ایک گلی میں جائیں گے ہم لوگ" اسکی حیرانی اب بھی کم نہیں ہوئی تھی-

"جی بلکل! کوئی مسئلہ ہے کیا" ھاد نے پین پکڑتے ہوئے کہا-

"نہیں مگر سر کیا یہ چیز ہماری کمپنی کے سٹیٹس کے مطابق ہے" صبا نے پوچھا-

"اگر سٹیٹس کو مد نظر رکھتے ہوئے کام کریں گے تو پھر تو یہ کام ناممکن ہو جائے گا-" ھاد پر سکون تھا-

"ایگزیکٹلی! سب سے زیادہ تشدد کا شکار نچلے طبقے کی عورتیں ہی ہوتی ہیں-" ثمن کسی رٹو طوطے کی طرح بولی-صبا نے منہ بنالیا-

"توبس ہم لوگ ہی ٹیم میں شامل ہیں کیا" اس بار فاطمہ نے سوال پوچھا-

"مرد اس لیے شامل نہیں کیے سر نے کیونکہ مرد اس کام سے مخلص نا ہوتے، آخر یہ تحریک ان کے ہی تو خلاف ہے" ثمن نے ہمیشہ کی طرح ھاد کی طرفداری کی تھی-

"امید ہے سب کچھ آپ پر واضح ہو گیا ہے-میٹنگ کو اختتام پر لاتے ہیں-اگر کوئی بھی مسئلہ ہو یا کسی بھی طرح کی گائیڈینس چاہیے تو جسٹ لیٹ می نو!"

"اوکے" سٹاف کا جواب پا کر ھاد کمرے سے باہر چلا گیا-

"جب میں نے یہ کمپنی جوائن کی تھی تو کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں گلی گلی خوار ہونگی" صبا منہ بناتے ہوئے بولی-

"اچھا ٹھیک ہے نہیں کام کرنا تو سر سے بول دو، ویسے یہ آئیڈیا کس نے دیا تھا-" مہرین نے پوچھا-

"محترمہ صبا نے" فاطمہ اور ثمن نے اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا-

"ہاں تو مجھے کیا پتہ تھا کہ سر ہمیں گلی گلی میں آوارہ گردی کروائیں گے" صبا نے اپنا دفاع کیا-

"ویسے سر کتنے اچھے ہیں، کس قدر مخلص ہیں اور عورت کی کتنی عزت کرتے ہیں.... ہمیں غصے میں بھی کچھ نہیں کہتے اور میل سٹاف کی تو شامت لے آتے ہیں" مہرین نے ھاد پر تبصرہ کیا-

"یہ تو ہے!" ثمن نے اتفاق کیا-

☆☆☆☆☆

ھاد اپنے آفس میں آکر بیٹھا ہی تھا کہ اسکا موبائل فون رنگ ہوا-

mom calling...

ھاد نے ایک نظر گھڑی پہ ڈال کر فون اٹھایا-

"کیسا ہے میرا شہزادہ" رقیہ بیگم نے پوچھا-

"فائن... آپکا کیا حال ہے"

"میں بھی ٹھیک... کیا کر رہے تھے۔"

"آفس میں ہوں" ھاد نے دائیں ہاتھ میں پین پکڑتے ہوئے جواب دیا۔

"او ہو بزی ہو!... فون بند کر دوں!" رقیہ بیگم نے پوچھا۔

"نہیں آپ بات کریں۔اتنا بھی مصروف نہیں ہوں" ھاد نے سامنے پڑے نوٹ پیڈ پر ایک لکیر کھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا تمہیں پتہ ہے کہ علیم کی تاریخ طے ہو گئی ہے۔" رقیہ بیگم نے ھاد کو اس کے تایا کے بیٹے کے بارے میں بتایا جس کی شادی کی تاریخ طے ہو گئی تھی۔

"گریٹ! کب ہے شادی" ھاد نے پوچھا۔

"اگلے ماہ کی یکم کو"

"اچھی بات ہے" ھاد نوٹ پیڈ پہ اپنے سائین کرتا ہوا بولا۔

"سب کی شادیاں ہو گئی ہیں۔ایک تم ہی رہ گئے ہو، میں سوچ رہی ہوں کہ اب لگے ہاتھ تمہاری بھی شادی کروا دوں۔"

"ماما!" ھاد ان کی بات سن کر چونکا۔

"کیا ماما! جب بھی میں اس بارے میں بات کرتی ہوں تم ہمیشہ ٹال دیتے ہو مگر اب کی بار میں بات ٹالنے نہیں دونگی تمہیں" رقیہ بیگم نے شکوہ کیا۔

"میں شادی نہیں کر سکتا" ھاد نے نوٹ پیڈ پر ہاتھ چلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں کر سکتے، مسئلہ کیا ہے تمہیں "رقیہ بیگم خفگی سے بولی-

"آپ جانتی ہیں مسئلہ کیا ہے-"ھادنے اپنی سائن پر بہت ساری لکیریں کھینچتے ہوئے کہا-

موبائل کے دونوں طرف خاموشی چھاگئی-خاموشی کا دورانیہ طویل ہوتا گیا-

"میں کچھ دنوں تک واپس پاکستان آرہی ہوں پھر ہی تم سے بات کرونگی-"رقیہ بیگم لمبا سانس خارج کرتے بولی-

"ٹھیک ہے-کب آئیں گی"ھادنے بڑی مہارت سے بات کارخ موڑا-

"ابھی کنفرم نہیں، تمہیں بتادونگی سیٹ بوک کرواکے "

"اوکے "ھادنے فون کاٹ دیا-

اس نے نوٹ پیڈ کا صفحہ پھاڑ کر کچرے دان میں پھینک دیا-

☆☆☆☆☆..

ایشال اس وقت ڈاکٹر سبطین کے سامنے بیٹھی تھی-وہ تقریبا پندرہ منٹ سے ان کے سامنے بیٹھی تھی اور انہوں نے سلام دعا کے علاوہ ایک بات بھی نہیں کہی تھی اس سے-اس کمرے میں مکمل خاموشی چھائی تھی-ایشال ہونٹوں پہ اپنا دایاں ہاتھ رکھے آنکھیں جھپکائے بنا انہیں دیکھ رہی تھی-جو کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھے-ایشال نے اپنا گلہ کھنکھارا مگر بے سود-

"آپنے مجھے خاموشی کوابزرو کرنے کے لیے بلایا تھا یہاں" آخر کار ایشال نے کمرے میں چھایا سکوت تورا۔

"ہوں!" ڈاکٹر سبطین نے چونک کر اس کی طرف دیکھا جو آنکھیں پھاڑے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

"اگر آپکو کتاب ہی پڑھنی تھی تو مجھے بلانے کی کیا ضرورت تھی۔" ایشال نے منہ پھولاتے ہوئے کہا۔

"بس تھوڑا انتظار مزید کر لو۔" ڈاکٹر سبطین نے کہا اور اپنا سر دوبارہ کتاب پر جھکا لیا۔

مزید بیس منٹ یونہی گزر گئے۔ ایشال نے اپنی کلائی پہ بندھی گھڑی پر نظر دوڑائی۔ اسنے اپنے پینتیس منٹ یونہی ضائع کر دیے تھے۔

"اور کتنا انتظار" ایشال نے بے زاری سے پوچھا۔ ڈاکٹر سبطین نے خفگی سے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور دوبارہ کتاب پر جھک گئے۔ ایشال ایک بار پھر خاموشی سے بیٹھ گئی۔ وہ جانتی تھی کہ اب اگر وہ بولی تو ڈاکٹر سبطین ناراض ہو جائیں گے۔

دس منٹ اور یونہی گزر گئے۔ ایشال نے اپنا گلہ کھنگارا۔ کوئی جواب موصول نا ہوا۔ کچھ دیر ایشال نے ادھر ادھر نظر دورائی۔ مگر ڈاکٹر سبطین تو جیسے کتاب کے اوراق میں کھو گئے تھے۔

ایشال نے ٹیبل پر پڑے پین سٹینڈ سے ایک پین نکالا۔ اس نے ڈاکٹر سبطین کو ایک نظر دیکھا جو اسے مکمل طور پر نظر انداز کیے ہوئے تھے۔

اس نے اپنا دایاں بازو دور کیا اور پین پر سے اپنی گرفت ہٹا دی-ایک مخصوص آواز کے ساتھ پین زمین پر گرا-اس نے ایک بار پھر ڈاکٹر سبطین کی طرف دیکھا-مگر سب بے سود.....!

اگلے دس منٹ تک ایشال اپنی ٹانگ پر ٹانگ رکھے اپنی ٹانگیں جھولاتی رہی-

پورے ایک گھنٹے بعد ڈاکٹر سبطین نے کتاب بند کی اور ایشال کی طرف دیکھا-ایشال بلکل سیدھی ہو کر بیٹھ گئی-

"وہ میں نے تمہیں اس لیے بلایا تھا کہ تمہیں بتا سکوں کے میں کچھ دنوں کے لیے یہاں نہیں آ سکونگا،میرے دوست کے بیٹے کی شادی ہے اس لیے"ڈاکٹر سبطین نے اسے آگاہ کیا-

"واٹ!!!آپ نے مجھے صرف یہ بتانے کے لیے بلایا تھا سیریسلی"ایشال کو تو جیسے دھچکا لگا تھا-

"ہاں تو!"ڈاکٹر سبطین نے اپنے کندھے اچکائے-

"آپ نے پورا ایک گھنٹہ لیا اتنی سی بات کہنے میں"ایشال نے صدمے سے کہا-

"صبر....ایشال صبر...بہت نایاب چیز ہے"یہ کہتے وہ کمرے سے باہر چلے گئے-

ایشال کا دل کیا وہ اپنا سر کسی دیوار سے دے مارے-ڈاکٹر سبطین کبھی کبھی ایسی ہی حرکتیں کرتے تھے-اور ان کی ایسی حرکتوں نے ایشال کو بڑے بڑے سبق سکھائے تھے-

☆☆☆☆☆

آج کے دن رقیہ بیگم کی فلائیٹ تھی-وہ علیم کی شادی اٹینڈ کرنے کے لیے پاکستان آئی تھیں-

ھاد آج آفس نہیں گیا تھا-دن کے دس بجے کی فلائیٹ تھی اور چونکہ رقیہ بیگم کافی عرصے بعد واپس آرہی تھیں اس لیے ھاد خود ان کو لینے ائیر پورٹ گیا-

اس نے رقیہ بیگم کو ریسیو کیا اور اس وقت وہ کار ڈرائیو کر رہا تھا-اور رقیہ بیگم اس کے ساتھ پیسنجر سیٹ پر بیٹھی تھیں-

"کچھ زیادہ ہی ہینڈسم نہیں ہو گئے تم" رقیہ بیگم شرارت سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی-

ھاد نے چونک کر اپنی ماں کو دیکھا-

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو کیا میں بھی حسین ہو گئی ہوں-"رقیہ بیگم نے کہا-ھاد مسکرایا-

"نہیں میں تو کچھ سوچ رہا تھا"

"کیا سوچ رہے تھے-"رقیہ بیگم نے پوچھا-

"یہی کہ عام طور پر مائیں جب اتنی دیر بعد اپنے بیٹے سے ملتی ہیں تو کہتی ہیں کہ تم کتنے کمزور ہو گئے ہو مگر آپ تو بہت ایڈوانس ہو چکی ہیں-"ھاد نے اپنی توجہ ڈرائیونگ پہ مرکوز کر دی-

"اوہو! میں تو وہی کہوں گی ناجو سچ ہو گا-"رقیہ بیگم مسکراتے ہوئے بولی-

"ویسے مجھے علیم کہہ رہا تھا کہ اس نے اپنی شاپنگ کرنے جانا ہے تو تم بھی ساتھ ہی چلے جاؤ، تمہاری چوائس کافی اچھی ہے-"رقیہ بیگم نے مشورہ دیا-

"نہیں! وہ خود ہی کر لیگا یہ سب, ویسے بھی آفس میں بہت کام ہے, شادی پہ شرکت کرنی ہے اس لیے کام جلدی نپٹانے ہونگے-"

New Era Magazine

"لیکن میں نے تو اسے کل ہی کہہ دیا تھا کہ وہ تمہارے ساتھ چلا جائے تمہیں کوئی مسئلہ نہیں ہو گا, اب یوں انکار کرونگی تو وہ برا مان جائے گا-" انہوں نے فکر مندی سے کہا-

"ہاں تو اس میں پریشانی والی کیا بات ہے آپ چلی جانا اسکے ساتھ... آپ دونوں کی ویسے بھی بہت بنتی ہے-" ھاد نے مسئلے کا حل پیش کیا-

"اچھا چلو دیکھتی ہوں" سفر خاموشی سے کٹنے لگا-

جب وہ لوگ گھر پہنچے تو علیم اور اسکے گھر والے پہلے ہی وہاں موجود تھے-ان سب کو وہاں دیکھ کر ھاد کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے-اس کے گھر میں اسے بتائے بغیر کوئی نہیں آتا تھا اور جو آتا تھا وہ انفارم کر کے آتا-

اور یہاں تو پوری کی پوری پلٹون ہی صوفوں پر براجمان تھی-

رقیہ بیگم سے سب نے سلام دعا کی-اب پورا لائونج آوازوں سے بھرا ہوا تھا-ھاد اوپر کیمنز لیر اپنے کمرے میں چلا گیا-وہ کافی ریسزرونیچر کا ہو چکا تھا-اتنے لوگوں میں بیٹھنا وہ بھی اچھے موڈ میں اس کے لیے تو نا ممکن تھا-اچانک دروازے پر دستک ہوئی-

ھاد نے دروازہ کھولا تو سامنے اس کے تایا کی بیٹی رمشہ کھڑی مسکرا رہی تھی-

"تم یہاں!" ھاد نے ناگواری سے پوچھا-

"اندر آنے کا نہیں کہو گے-" رمشہ مسکرا کر بولی-

ھاد نے اسے راستہ دیا اور خود ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو کر اپنی رسٹ واچ اتارنے لگا-

"تمہیں ہمارا یہاں آنا اچھا نہیں لگا!" وہ ڈریسنگ کے کونے سے ٹیک لگاتے ہوئے بولی-

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے-"ھاد اس پر ایک نظر ڈال کر بولا-

"اچھا! لیکن مجھے لگا"

"تمہیں کیوں ایسا لگا-"ھاد اپنے گریبان کا بٹن کھولتا ہوا بولا-

"تم سب کو وہیں چھوڑ کر اوپر آ گئے اس کا تو یہی مطلب ہوا کہ تم نے مائینڈ کیا-"رمشہ سامنے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی-

"یہ سب تمہاری سوچ ہے-"ھاد اسکی طرف رخ کرتا ہوا بولا-

"خیر چھوڑو یہ سب! -یہ بتاؤ کہ تم نے تیاری کر لی شادی کی-اب تو تھوڑے ہی دن رہ گئے ہیں-تم بتاؤ کیسی ڈریسنگ کرو گے"

"نہیں میں نے کوئی سپیشل قسم کی شاپنگ نہیں کی-"ھاد کے چہرے پر اواززاری نمایاں تھی-

"لو یہ کیا بات ہوئی, تمہارے فرسٹ کزن کی شادی ہے-چلو ہم دونوں کل چلیں گے شاپنگ کرنے-ساتھ میں تھوڑا ٹائم بھی سپینڈ کر لیں گے-اوکے؟"رمشہ پر جوش انداز میں بولی-

"نہیں کل میں بزی ہوں-"

"پرسوں؟"

"نہیں پرسوں بھی نہیں-"

"اچھا چلو اس ویک کسی بھی دن تم فری ہوئے تو چلیں گے ڈن!"رمشہ ٹس سے مس نا ہوئی-

ھاد نے لمبی سانس بھری-

New Era Magazine

"دیکھو رمشہ میں زرا بھی انٹرسٹڈ نہیں ہوں-ایم سوری مگر یہ پاسیبل نہیں ہے-"ھاد کو مجبورا دوٹوک جواب دینا پڑا-

"اوکے "رمشہ منہ بناتی اس کے کمرے سے باہر چلی گئی-

ھاد نے سکھ کا سانس لیا اور کمرے کا دروازہ بند کر دیا-

رمشہ نے ایک نظر اس کے کمرے پر ڈالی اور تاسف سے سر ہلاتی سیڑھیاں اترنے لگی-

☆☆☆☆☆

جاری ہے-

نوٹ

نمازِ قلب از آیت خان کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہوا گر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine